© rasailojaraid.com

ماہنامہ ترجمان الحدیث
فروری / مارچ ۱۹۹۱ء

قسط نمبر آخری

شیخ الحدیث مولانا
محمد عبداللہ الفلاح

احکام عقیقہ

ساتویں روز عقیقہ حضرت سمرۃ بن جندب کی حدیث میں ہے:

تذبح عنہ یوم السابع ویسمی (محلی ابن حزم ص ۵۲۵ ج ۷)

کہ ساتویں روز عقیقہ دیا جائے اور اس کا نام رکھا جاتے۔

یہ حدیث حسن بصری عن سمرہ ہے اور حسن کے سمرہ سے سماع میں گو اختلاف ہے مگر یہ حدیث حسن کی مسموع ہے۔ اس بنا پر امام ترمذی لکھتے ہیں:

ھذا الحدیث قد سمعہ حسن من سمرۃ

امام بخاری نے بھی الصحیح میں حبیب بن الشہید سے روایت کیا ہے کہ حسن نے کہا ہے کہ عقیقہ والی حدیث میں نے سمرۃ سے سنی ہے اور حبیب بن الشہید کی یہ روایت سنن النسائی میں بھی ہے (ص ۱۸۸ ج ۲)

سمرہ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ساتویں روز عقیقہ سنت ہے اور ذبح کے بعد نام بھی رکھا جاتے۔

امام ترمذی کہتے ہیں: والعمل علی ھذا عند اھل العلم یستحبون ان یذبح عن الغلام العقیقۃ یوم السابع فان لم یتھیأ یوم السابع فیوم الرابع عشر فان لم یتھیأ عق عنہ یوم احدی وعشرین

امام مالک فرماتے ہیں:

ساتویں روز عقیقہ تو صحیح اور برحق ہے لیکن اس کے بعد عقیقہ نہیں بلکہ صدقہ ہے (موطا امام مالک ص ۱۰۲، ج ۲)

لیکن علامہ الباجی شارح موطا لکھتے ہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابن وھب کی روایت میں ہے کہ امام مالک نے فرمایا :

من ترك عن إبنه في يوم سابعه فانه يعق عنه في السابع الثاني فان ترك ذلك ففي الثالث فان جاوز ذالك فقد فات وقت العقيقة

حافظ فتح الباری میں لکھتے ہیں :

حضرت عائشہ، عطاء، احمد بن حنبل اور امام اسحٰق کا یہی قول ہے۔ امام لیث بن سعد فرماتے ہیں۔ چودھویں اور اکیسویں دن والے فتووں کی بنیاد حضرت عائشہ کے اثر پر ہے کیونکہ حضرت عائشہ ایسا فتویٰ اجتہاد سے نہیں دے سکتیں (مغنی لابن قدامہ ص ۱۲۱ ج ۱۱) اور حضرت عائشہ کا یہ اثر مستدرک حاکم میں بھی ہے (ملاحظہ ہو مستدرک ص ۲۳۸ ج ۴)

السنن الکبریٰ البیہقی میں بریدہ کی ایک حدیث بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نے فرمایا : العقيقة تذبح لسبع ولا ربع عشرة ولاحدى وعشرين

لیکن یہ حدیث ضعیف ہے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :

وفی سنده اسماعيل بن مسلم وهو ضعيف وذكر الطبراني انه تفرد به (مجمع الزوائد ص ۵۹ ج ۴)

تاہم حضرت عائشہ والا اثر صحیح ہے چنانچہ مسائل ابی داوٗد میں ہے احمد بن صالح نے کہا۔

قال أبي في العقيقة، تذبح يوم السابع فان لم يفعل ففي اربعة عشر، فان لم يفعل ففي احد وعشرين۔

اور میمونی کی روایت میں ہے کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا :

"حضرت عائشہ کا قول سات، چودہ اور اکیس کا ہے۔"

پس امام احمد بن حنبل نے بھی حضرت عائشہ کے قول پر اعتماد کیا ہے اور یہی صحیح ہے۔

لانها لا تقول مثل هذا الا توقيفا

اور ابن وھب کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ " لا بأس ان يعق عنه في السابع الثالث

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقیید (یوم السابع) استحباب پر محمول ہے ورنہ چوتھے، آٹھویں اور دسویں کو بھی عقیقہ کر دیا جائے تو کفایت ہو سکتی ہے۔ (تحفۃ المودود، ص ۴۴ ج ۳)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حافظ عبد اللہ صاحب محدثؒ روپڑی اپنے فتویٰ میں اس سوال جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

" مناسب یہی ہے کہ عقیقہ ساتویں روز ہو ورنہ بعد کو قضا کے حکم میں ہوگا الخ "

(فتاویٰ اہل حدیث ص ۵۰۳ ج ۲)

یہاں پر حافظ صاحبؒ نے گو بعد کے عقیقہ کو قضا کہا ہے مگر فی الجملہ سات دن کے بعد عقیقہ کی گنجائش کو تسلیم کیا ہے اور لفظ قضا ایک فقہی اصطلاح ہے۔ یعنی جو عبادت شریعت کے محدود وقت کے بعد ادا کی جائے اس کو قضا کہہ دیا جاتا ہے ورنہ لغت عرب اور کتاب و سنت میں اس کا تصور نہیں ہے کیونکہ شریعت نے جس کام میں گنجائش رکھی ہے وہ ادا ہی ہے اس کو کوئی دوسرا نام نہیں دیا جاسکتا۔

● **کیا عقیقہ کے جانور میں قربانی کے شرائط کا پایا جانا ضروری ہے ؟**

عقیقہ کے جانور کی عمر کے متعلق کسی حدیث میں تصریح نہیں ملتی۔ حدیث میں صرف مکافئتان کا لفظ آیا ہے جس کی توضیح میں اختلاف ہے۔ امام ابو داودؒ السنن میں لکھتے ہیں۔

" میں نے امام احمدؒ سے مکافئتان کی تفسیر دریافت کی تو انہوں نے کہا کہ اس کے معنی مستویان او متقاربتان ہے یعنی دونوں قریب قریب برابر عمر کے ہوں

(عون المعبود ص ۴۶ ج ۳)

اور ام کرز کی دوسری حدیث میں مثلان ہے جس سے اس تاویل کی تائید ہوتی ہے

علامہ الخطابی لکھتے ہیں :-

اس سے تکافؤ فی السن مراد ہے یعنی یہ نہیں ہونا چاہیے کہ ایک مسنہ ہو اور دوسرا غیر مسنہ بلکہ دونوں مسنہ ہوں جو اضحیہ میں کفایت کر سکتے ہوں (تہذیب حدیث رقم ۲۷۱۶)

بعض نے اس کی تفسیر میں کہا ہے کہ ایک دوسرے کے بالمقابل لٹا کر ذبح کیے جائیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں ان اقوال کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے :

واولیٰ ھذہ الاقوال کلھا ما جاء فی روایۃ سعید بن منصور فی حدیث ام کرز یعنی مثلان

اور مطلق شاۃ او شاتان [illegible] اضحیہ کے اوصاف کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے ساتھ متصف ہونا ضروری نہیں ہے تاہم قیاساً بعض شوافع نے اضحیہ کی شرط قرار دی ہے۔ صاحب سبل السلام لکھتے ہیں۔

وفی اطلاق لفظ الشاۃ دلیل علی انہ لا یشترط فیہا ما یشترط فی الاضحیۃ ومن اشترطہا فبالقیاس (سبل السلام ص ۶۸ ج ۴)

امام مالک موطا میں لکھتے ہیں:

العقیقۃ بمنزلۃ النسک فی الضحایا ولا یجوز فیہا عوراء ولا عجفاء ولا مکسورۃ ولا مریضۃ ولا یباع من لحمہا شیئ ولا جلدہا

(موطا مع الزرقانی ص ۹۸ ج ۳)

گائے اونٹ کا عقیقہ

۱ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا قربانی کی طرح کبش یا شاۃ کے علاوہ گائے اونٹ سے بھی عقیقہ دیا جا سکتا ہے یا شاۃ ہی شرط ہے؟

بعض نے بھیڑ بکری کی شرط کی ہے۔ ابو المنذر نے اس پر حفصہ بنت عبد الرحمن بن ابی بکر سے استدلال کیا ہے لیکن جمہور کے نزدیک ثمانیہ ازواج سے عقیقہ دیا جا سکتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت میں ہے:

من ولد لہ غلام فلیعق عنہ من الابل والبقر والغنم (فتح الباری ج ۱۲ ص ۱۰)

یہ حدیث ضعیف ہے اور اس میں ایک راوی کذاب بھی ہے بس جمہور کا یہ فتویٰ قیاس کی رو سے ہے اور پھر ابن عبد البر نے اس مسئلہ کو اجماعی قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ ازواج ثمانیہ سے قربانی ہو سکتی ہے تو عقیقہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور پہلے گزر چکا ہے کہ امام مالک نے بھی عقیقہ کو بمنزلۃ النسک والضحایا قرار دیا ہے۔

گائے اونٹ کے عقیقہ میں اشتراک

۲ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا قربانی کی طرح گائے، اونٹ کے عقیقہ میں اشتراک جائز ہے؟ یا نہیں؟ حافظ ابن القیم احکام المولود میں لکھتے ہیں:

لا یجزئ الرأس الا عن رأس وھذا مما تخالف فیھا العقیقۃ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

الهدی و الضحیه

امام احمد سے جب اشتراک کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا :

اونٹ کا عقیقہ تو ہوسکتا ہے لیکن اس میں اشتراک جائز نہیں ہے۔ فتح الباری میں ہے :

ونص احمد علی اشتراطه کاملة (ص ۱۰، ج ۱۲)

اور ایک روایت میں ہے کہ جب عقیقہ مولود کی طرف سے فدیہ ہے تو اشتراک بھی جائز نہیں ہے حافظ ابن القیم نے اس کو اختیار کیا ہے وہ لکھتے ہیں :

ولکن سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم احق و اولی ان تتبع و هوالذی شرع الاشتراك فی الهدایا و شرع فی العقیقه عن الغلام بدمین مستقلین لا یقوم مقامهما جزوء و لا تفترق (احکام المولود)

حضرت انس رضی اپنی اولاد کی طرف سے اونٹ کا عقیقہ دیتے۔ اسی طرح ابوبکرہ جو افاضل صحابہ میں شمار ہوتے ہیں انہوں نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کی طرف سے ایک اونٹ ذبح کیا اور اہل بصرہ کی دعوت کی۔

اس مسئلہ میں خلاصہ بحث یہ ہے کہ گائے اونٹ کا عقیقہ تو ثابت ہے مگر اشتراک ثابت نہیں ہے۔ گو بعض نے گائے کا عقیقہ دینے سے ہی انکار کیا ہے۔ فتح الباری میں ہے :

قال البندنیجی من الشافعیه : لا نص للشافعی فی ذالك و عندی انه لا یجزئ غیرها (ای شاة) فتح الباری ص ۱۰، ج ۱۲)

اور بعض نے سُبع یعنی گائے میں ساتویں حصے کا عقیقہ بھی جائز رکھا ہے۔ حافظ فتح الباری میں لکھتے ہیں :

وذکر الرافعی بحثا انها تتادی بالسبع کما فی الاضحیة والله اعلم

خود اپنی طرف سے عقیقہ

امام احمد بن حنبل کے مسائل سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ کی ذمہ داری تو والد پر ہے لیکن اگر والد نے اس کا عقیقہ نہ دیا ہو تو بالغ ہونے کے بعد خود بھی دے سکتا ہے۔ چنانچہ امام احمدؒ سے روایت میں ہے :

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لم اسمع فی الکبیر شیئا ومن فعله فحسن من الناس من یوجبه'

حضرت انس رض کی ایک روایت میں ہے: ان النبی صلی الله علیه وسلم عق عن نفسه بعد ماجاءته النبوۃ (المحلی ابن حزم ص ۵۲۸ ج ۷)

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہونے کے بعد اپنی طرف سے خود عقیقہ دیا۔

امام بیہقی اس حدیث کی روایت کے بعد لکھتے ہیں:

حدیث منکر، وفیه عبد الله بن محرر وھو ضعیف (بیہقی ص ۳۰۰ ج ۹)

یہ حدیث مصنف عبد الرزاق میں بھی مرفوعاً مروی ہے۔ ابن القیم لکھتے ہیں امام عبد الرزاق نے کہا:

انما ترکوا ابن محرر لھذا الحدیث (لم احده فی المصنف)

ذبح کے وقت نیت

ذبح کے وقت یہ نیت کرنا چاہیے کہ فلاں کی طرف سے عقیقہ دے رہا ہوں۔ لیکن اگر نیت کے ساتھ الفاظ میں کہہ دے تو بہتر ہے کہ یہ عقیقہ فلاں کی طرف سے ہے۔ حضرت عائشہ رض کی ایک حدیث میں ہے۔ کہ عقیقہ کے ذبح کے وقت یہ کہہ کر ذبح کرو کہ "یہ فلاں کی طرف سے ہے" (بیہقی ص ۳۰۳ ج ۹)

علاوہ ازیں اس کی نظیر بھی شریعت میں ملتی ہے۔ مثلاً حج بدل میں لبیک کے ساتھ اس کا نام لیا جاتا ہے جیسے لبیك اللھم عن فلان اور ہر عمل کے ادا کے وقت اللھم اجعل ثوابه لفلان کہا جاتا ہے۔ خلال کی روایت میں امام احمد کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

عقیقہ کی کھال

قربانی کی طرح عقیقہ کی کھال کا حکم بھی یہی ہے کہ وہ محتاج کو صدقہ میں دے دی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض کو حکم دیا۔ ان یتصدق بالجلال والجلود (دارمی ص ۷۴ ج ۲) کہ ان کے جھل اور چمڑے صدقہ کر دے۔ لیکن یہ بھی جائز ہے کہ چمڑے کو فروخت کر کے اس کے مول کا صدقہ کر دے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر سے دونوں طرح ثابت ہے یعنی حضرت ابن عمر چمڑہ ہی صدقہ کر دیتے۔ اور یہ بھی کہ فروخت کر کے اس کا مول صدقہ کر دیتے۔ جیسا کہ امام احمد سے اثرم کی روایت میں ہے۔

عقیقہ کا گوشت

قربانی کی طرح عقیقہ کا گوشت گھر میں بھی کھایا جاسکتا ہے۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل نے کہا:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

العقیقہ تؤکل و یھدی بھا

یعنی کچھ گوشت گھر میں کھائے اور کچھ صدقہ کر دے۔ پڑوسیوں کو بھی کھلائے اور اس میں دایہ کو بھی ہدیہ دے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو حکم دیا کہ دایا کو ٹانگ سالم بھیج دی جائے۔ (بیہقی ص ۳۰۴ ج ۹) قربانی کے گوشت کی طرح اس کی دعوت بھی کی جا سکتی ہے جبکہ ابوبکرہ سے ثابت ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کے عقیقہ میں اونٹ ذبح کیا اور اہل بصرہ کی دعوت کی (احکام المولود ص ۵۷)

اصل میں تو عقیقہ کا جانور نر یا مادہ دونوں برابر ہیں جیسا کہ ام کرز رضی اللہ عنہا کی مشہور حدیث میں ہے۔ لا یضرکم ذکراناً کن او اناثاً (بیہقی ص ۳۰۱، ج ۸)

تاہم ام کرز کی دوسری روایت میں ہے " والضأن احب الیہ من المعز و ذکرانھا احب الیہ من اناثھا " (بیہقی حوالہ مذکور)

یعنی بھیڑ بکری سے بہتر ہے اور ان کے نر مادہ سے بہتر ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

"ترجمان الحدیث" کے بارے میں ایک ضروری وضاحت

ترجمان الحدیث کے جملہ قارئین کو مطلع کیا جاتا ہے کہ آئندہ سے ماہنامہ "ترجمان الحدیث"، جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے شائع ہوا کرے گا۔ ان شاء اللہ "ترجمان الحدیث" کے قارئین اور خریدار اب درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم فرمائیں اور ہمیں امید ہے کہ مستقل خریدار بن کر پرچے کی اشاعت میں تعاون فرمائیں گے شکریہ

منیجر ماہنامہ "ترجمان الحدیث" جامعہ سلفیہ فیصل آباد ۳۸۰۰۰ پاکستان

© rasailojaraid.com